حقیقت توحید

توحید دین اسلام کی بنیاد بھی ہے اور اس کا خلاصہ بھی۔اس لئے ایک مسلم کو اس کا سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ توحید یہ ہے کہ انسان انتہائی اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی بندگی اور عبادت کرے۔عبادت مکمل سرافگندگی اور پوری طرح جھک جانے کو کہتے ہیں۔دلی محبت کو کہتے ہیں۔قول، فعل خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، کے ذریعہ انتہائی قربت کے حصول کو کہتے ہیں۔ یہی دراصل مخلوقات کے پیدا کئے جانے کا واحد مقصد اور غایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذاریات: ٥٦) ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

ایک صاحب ایمان اچھی طرح جانتا ہے کہ عبادت صرف شہادت (ایمان کی گواہی) نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی ادائیگی ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کا دائرہ زندگی کے تمام گوشوں تک پھیلا ہوا ہے۔عبادت کی بے شمار صورتیں اور شکلیں ہیں۔مثلاً ایک صاحب ایمان دعا کرتا ہے، لیکن صرف اللہ تعالیٰ سے، کیوں کہ دعا بھی عبادت ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ» (ترمذی) یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور سے دعا نہیں کرتا کیوں کہ اللہ کے علاوہ کسی کو نفع نقصان پر قادر ہی نہیں مانتا۔اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٦﴾ ﴾ (یونس: ١٠٦) ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ » (ترمذی) یعنی جب مانگو تو اللہ سے مانگو۔ایک صاحب ایمان دوسرے سے مانگ کر شرک کا مرتکب ہرگز نہیں ہو سکتا۔قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَلَا تَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَكُونَ مِنَ ٱلْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ ﴾ (الشعراء: ٢١٣) ترجمہ: پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار کہ تو بھی سزا کے قابل بن جائے۔

ایک مومن اللہ کے علاوہ نہ تو کسی کو کارساز سمجھتا ہے اور نہ ہی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانتا ہے۔اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ أَمِ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ فَٱللَّهُ هُوَ ٱلْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ ﴾

(الشوری: ۹) ترجمہ: کیاان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوااور کارساز بنالئے ہیں (حقیقتاً تو) اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گااور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک صاحب ایمان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ ہر حال میں شرک سے بچنے کی کوشش کرے بلکہ لازماً بچے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک وہ شرک، اس کی قسمیں، اس کی شکلیں اور وہ سارے راستے جن سے شرک آسکتا ہے، تمام کو اچھی طرح نہ جانے۔ چنانچہ طاغوت کا انکار ایک موحد کے لئے ضروری ہے۔ قرآن میں ہے: ﴿ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾ ﴾ (البقرة: ٢٥٦) ترجمہ: اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا۔ اللہ کے سوا جس کی بھی عبادت، بندگی اور اطاعت کی جائے وہ طاغوت ہے۔ تمام انبیاء کرام نے اپنی قوموں کو طاغوت کی عبادت سے روکا اور اس سے بچنے کی ہدایت کی ہے۔ : ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴿٣٦﴾ ﴾ (النحل: ٣٦) ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں (طاغوت) سے بچو۔

طاغوت طغیان سے بنا ہے جس کے معنی ہے حد سے گزرنا۔ طاغوت حد سے گزرنے والے کو کہتے ہیں یعنی اللہ کا باغی اور سرکش۔ بھلا ایک مومن اللہ کو چھوڑ کر اس کے باغی اور سرکش سے کس طرح رشتہ جوڑ سکتا ہے؟ جب کہ اس سے برأت کا اظہار اس کے ایمان باللہ کا لازمی تقاضا ہے۔ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی وجہ سے اپنی قوم کے معبودوں سے برأت اور دشمنی کا اعلان کیا تھا۔ اس کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے: ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ ﴾ (الزخرف: ٢٦) ترجمہ: اور جب کہ ابراہیم نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا۔ اللہ کے احکام کی تنفیذ بھی اس کی توحید کا لازمی حصہ ہے۔ ایک مسلم کے نزدیک وہی حلال ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہو۔ اور وہ قطعی حرام ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہو۔ اس میں وہ کسی کمی بیشی کا ہرگز روا دار نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ حَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَفَرَضَ لَكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَتَرَكَ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَكِنْ رَحْمَةٌ مِنْهُ لَكُمْ فَاقْبَلُوهَا وَلَا تَبْحَثُوا فِيهَا» (الحاکم) اللہ تعالیٰ نے حدیں متعین کر دی ہیں انہیں ہر گز پار نہ کرو، اس نے کچھ فرائض متعین کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان کے قریب نہ پھٹکو اور کچھ چیزوں کو یوں ہی چھوڑ دیا ہے جو دراصل اس کی رحمت ہے لہذا اسے قبول کرو اور ان کی کرید میں نہ پڑو۔ ایک صاحب ایمان کا رویہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی متعین کی ہوئی حدود کا خیال رکھے، فرائض کی ادائیگی کے لئے مستعد اور تیار رہے، ان فرائض کی ادائیگی میں اس کی نیت اللہ کی رضا اور خوشنودی کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔

توکل علی اللہ بھی توحید کا ایک حصہ ہے بلکہ توحید کی تکمیل ہی توکل سے ہوتی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿٢٣﴾﴾ (المائدة: ٢٣) ترجمہ: اور اگر تم مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلٗا ﴿٣﴾﴾ (الأحزاب: ٣) ترجمہ: اور آپ اللہ ہی پر توکل رکھیں وہ کارسازی کے لئے کافی ہے۔ ایک صاحب ایمان اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ پر توکل حصول رزق کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا» (ترمذی، حاکم، ابن ماجہ، احمد) یعنی اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

اللہ کا ڈر بھی توحید ہے چنانچہ ایک مسلم اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ اسے یقین ہوتا ہے کہ نہ تو کوئی اللہ کے سوا نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ جو بھی نفع و نقصان ہوتا ہے وہ اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ» اگر سارے لوگ مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو ہر گز نہیں پہنچا سکتے الا یہ کہ اللہ ہی چاہے۔ (ترمذی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوۡلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمۡ وَخَافُونِ

إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿١٧٥﴾ (آل عمران: ١٧٥) ترجمہ: یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو۔

ایک بندہ مومن اللہ ہی سے مدد چاہتا ہے اور کسی سے نہیں، ہر گز نہیں۔ وہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہے جس میں ہے ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ﴿٥﴾﴾ (الفاتحة: ٥) (اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: «وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ» (ترمذی) یعنی تم جب بھی مدد چاہو تو صرف اللہ سے۔

اللہ کی یاد بھی توحید کا حصہ ہے۔ اسی لئے ایک مومن ہمیشہ اللہ کو یاد کرتا رہتا ہے۔ کبھی اس سے غافل نہیں ہوتا۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے ایک دن ہر چیز کا حساب لے گا۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَهُوَ مَعَكُمۡ أَيۡنَ مَا كُنتُمۡۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾﴾ (الحديد: ٤) ترجمہ: اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ ایک مسلم ہمیشہ اللہ کو یاد رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ عبادت بھی کرتا ہے تو اس شعور کے ساتھ کہ اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ اللہ کا قرب اور اس کی رضا اور خوشنودی کی طرف ہر آن متوجہ رہتا ہے اور وہی امور ڈھونڈھ ڈھونڈھ اور سوچ سوچ کر انجام دیتا ہے جن سے وہ اللہ سے نزدیک سے نزدیک تر ہوتا جاتا ہے۔ ان افکار و خیالات، رویوں طریقوں اور اعمال وافعال سے کوسوں دور رہتا ہے جن میں اللہ کی ناراضگی کا ادنیٰ شائبہ بھی محسوس کرتا ہے۔ یہی توحید ہے یعنی کمال محبت اور کمال اطاعت۔